رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہو سکتا ہے

(فرمودہ ۲۷- جنوری ۱۹۳۳ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج غالباً رمضان کا آخری روزہ ہے- چونکہ سنا گیا ہے کہ بعض جگہوں پر قادیان سے ایک دن پہلے روزہ رکھا گیا ہے' اس حساب سے اگر وہ روایت صحیح ہے تو آج تیسواں روزہ ہے- رمضان جن برکات کا حامل ہے' ان میں سے سب سے بڑی برکت قرآن کریم ہے- حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک نیکی کے کام کا انعام الگ الگ ہے لیکن رمضان کا انعام میں خود ہوں[1]- اس کے معنی یہی ہیں کہ رمضان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہوتا ہے- اور دوسرے معنی اس کے یہ ہیں کہ قرآن رمضان میں نازل ہوا اور یہ خداتعالیٰ کا نور ہے' گویا رمضان کے ذریعہ دنیا کو خداتعالیٰ ملا- قرآن کریم میں ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ[2]-

پس یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس نے قرآن کریم حاصل کیا اور اس کے ذریعہ بندوں کو خدا سے ملادیا- رمضان کے دن آئے اور چلے گئے- کئی ایسے ہیں جنہیں اس کی برکات سے پورا فائدہ اٹھانے کا موقع ملا- اور کئی ایسے ہیں جنہوں نے بوجہ بیماری یا سفر کے یا بوجہ بڑھاپے کے یا عورتوں نے بعض ایسے ایام کے جن میں شریعت نے خود روزہ رکھنے سے منع کردیا ہے یا ایام حمل یا رضاعت کے جو بچہ کو دودھ پلانے کے دن ہوتے ہیں اور روزہ رکھنے سے بچہ کو ضرر پہنچتا ہے' شریعت کی اجازت کے مطابق رمضان سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا اور روزے

نہیں رکھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بھی ان میں ہی شامل ہیں جنہوں نے کہ پورا فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی۔ لیکن کئی ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے استطاعت کے باوجود روزے نہیں رکھے یا پوری طرح نہیں رکھے۔ یہ لوگ جسمانی بیماروں کی طرح معذور نہ تھے کیونکہ روحانی بیماریوں میں عذر قبول نہیں کیا جاتا۔ میں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے کہ روزوں میں شدت ناجائز ہے۔ مسافر اور بیمار کیلئے روزہ رکھنا ایسا ہی بیہودہ ہے جیسا حائضہ کیلئے روزہ رکھنا اور کون نہیں جانتا کہ حائضہ کا روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں بلکہ بیوقوفی اور جہالت ہے۔ اور بعض تو شاید اس بات پر ناراض ہی ہوجائیں کہ دین کا اِستخفاف کیا جارہا ہے۔

بعینہٖ یہی حال بیمار اور مسافر کا ہے' اس کیلئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ اسی طرح وہ بوڑھا جس کے قویٰ مضمحل ہوچکے ہیں اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کردیتا ہے' اس کیلئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ پھر وہ بچہ جس کے قویٰ نشوونما پارہے ہیں اور آئندہ پچاس ساٹھ سال کیلئے طاقت کا ذخیرہ جمع کررہے ہیں' اس کیلئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں ہوسکتا۔ مگر جس میں طاقت ہے اور جو رمضان کا مخاطب ہے' وہ اگر روزہ نہیں رکھتا تو گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ بعض ایسے بیوقوف بھی ہیں جو سارا سال نماز کے قریب نہیں جاتے مگر روزہ چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے اور رمضان کے آخری جمعہ کی نماز کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ ان کی مثال اس بیوقوف اور پاگل کی سی ہے جو کنکر جمع کرکے انہیں موتی سمجھ لے یا طشتریوں کے ٹکڑے اکٹھے کرکے یہ سمجھ لے کہ اس کے پاس روپے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جاہل ہے جو نماز تو پڑھتا ہے مگر روزے چھوڑ دیتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بھی اہم احکام میں سے ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میرے ان خطبات سے جو کچھ عرصہ ہوا میں نے روزہ کی بلوغت کے متعلق پڑھے تھے' یہ خیال کرلیا گیا ہے کہ میں نے روزہ سے روکا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ایسا خیال کرنے والے کتنے لوگ ہیں اور یہ خبر صحیح بھی ہے یا نہیں۔ میں نے اس کی تحقیقات نہیں کی اور نہ ہی کرنا پسند کرتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی یہ خیال کرنے والے لوگ ہیں تو میں سمجھتا ہوں انہوں نے اپنے پر بھی ظلم کیا اور دوسروں پر بھی۔ دوسروں پر اس لئے کہ ان کی دیکھادیکھی ان میں بھی روزہ رکھنے کے متعلق سُستی پیدا ہوگئی۔ اور اپنے پر اس لئے کہ خدا کے حکم کو نہ مانا۔ وہ جاہل ہے جو ایسے مکان میں سوتا ہے جس کی ایک دیوار ہی نہیں' اس کا

قیمتی مال کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ نامکمل دیواروں والے مکان میں اپنے قیمتی مال کو رکھ کر بے فکر سوجانے والے سے زیادہ بیوقوف کوئی نہیں ہوسکتا۔ ایسے شخص کی مثال جو نماز پڑھتا ہے اور روزہ نہیں رکھتا' ان تینوں بیوقوفوں کی سی ہوگی جو کہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی پیچھے سے آیا اور اس نے کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ ایک نے کہا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ دوسرے نے کہا تجھے پتہ نہیں نماز میں نہیں بولا کرتے۔ تیسرا بولا تُو کتنا بیوقوف ہے خود بولتا ہے اور اسے منع کرتا ہے۔ امام صاحب بھی عقل میں ان سے کم نہ تھے۔ کہنے لگے اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ہم نہیں بولے۔ اس طرح ان سب نے ایک دروازہ کھول کر نماز کو باطل کرلیا۔

تو یاد رکھو ہر چیز کی حدود ہوتی ہیں۔ انہیں اگر چھوڑ دو تو وہ چیز ہی باقی نہیں رہے گی بلکہ اور دروازے کُھلتے جائیں گے۔ پس ایسے لوگ جن میں طاقت تھی مگر انہوں نے روزے نہیں رکھے' انہوں نے گناہ کیا۔ مجھ سے بھی کسی نے مسئلہ دریافت کیا تھا کہ روزہ سے ضُعف ہوجاتا ہے کیا ایسی حالت میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے؟ میں نے جواب دیا۔ روزہ ہے ہی اسی لئے۔ شریعت اسے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے جو ضعیف ہوچکا۔ مگر اسے اجازت نہیں دیتی جسے روزہ کے نتیجہ میں ضُعف ہوتا ہے۔ کون ہے جو روزہ رکھنے سے یہ سمجھے کہ گھوڑا خویدے میں ڈالا جارہا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ موٹا ہوجائے گا۔ روزہ سے کمزور ہوجانے کا عذر بیہودہ ہے ہاں شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ بلوغت کے قریب کچھ مشق ضرور کرانی چاہیئے۔ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں دی تھی۔ لیکن بعض بیوقوف چھ' سات سال کے بچوں سے روزے رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں اس کا ثواب ہمیں ہوگا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے۔ اُس وقت کچھ مشق کرانی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق شروع کرانی چاہیئے۔ مگر سارے روزے رکھوانے نہیں چاہئیں حتّٰی کہ اٹھارہ سال کی عمر ہوجائے جو میرے نزدیک روزہ کیلئے بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی اجازت حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی- اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے جیسے بچے جب فٹ بال کھیلتے ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تم نے کتنے گول کیے- اس طرح جب رمضان کے دنوں میں اکٹھے بیٹھتے ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں تم نے کتنے روزے رکھے، تم نے کتنے رکھے؟ اور اس شوق میں وہ زیادہ رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں- پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہیئے کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ کچھ روزے رکھیں- اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھیں کہ زیادہ نہ رکھیں- اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے کہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا- کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا-

عورتوں میں روزہ کی بلوغت اس سے پہلے شروع ہوجاتی ہے- اور وہ پندرہ سال کی عمر ہے کیونکہ لڑکی پندرہ سال کی عمر میں اتنی طاقت حاصل کرلیتی ہے جتنی لڑکا اٹھارہ سال کی عمر میں- پھر بعض بچے طاقتور ہوتے ہیں- اس لئے ان کی بلوغت پہلے بھی شروع ہوسکتی ہے کیونکہ روزہ کی بلوغت انسانی قویٰ پر منحصر ہوتی ہے- اسی طرح بعض بچے کمزور ہوتے ہیں- میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اپنے بچوں کو مجھ سے ملاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے مگر وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کا معلوم ہوتا ہے- ایسے بچے میں سمجھتا ہوں روزہ کیلئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں- روزہ کا اثر انسان کے جسم پر پڑتا ہے، شریعت نے مختلف بلوغتیں رکھی ہیں- مال کی حفاظت کیلئے بلوغت چوبیس سال کی ہے- نماز کیلئے دس سال کی ہے کیونکہ حکم ہے اگر اس عمر میں نہ پڑھے تو مار کر پڑھاؤ- حدیثوں میں الگ الگ بلوغتیں مقرر ہیں- اور کسی امر میں شریعت نے تنگ نہیں کیا بلکہ رعایت رکھی ہے- اور اگر کوئی اس سے ناجائز فائدہ اُٹھاتا ہے تو اپنے دین کو برباد کرتا ہے- ایک قوی آدمی پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہوسکتا ہے- لیکن اگر وہ میرے ان الفاظ کو ہی پکڑلے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا اور نہ خدا پر بلکہ اپنی جان پر ظلم کرے گا- اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ اپنی جان پر ظلم کریں گے نہ اس پر نہ مجھ پر اور نہ خداتعالیٰ پر- مگر ان باتوں میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے جہاں شریعت روکتی ہے وہاں رُکنا چاہیئے- اور جہاں حکم دیتی ہے وہاں عمل کرنا چاہیئے- اب رمضان تو گذر چکا ہے اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ اب ان نصائح کا کیا فائدہ ہے-

پنجابی میں کہتے ہیں "عید دے بعد تنبا پھوکنا اے" یعنی عید کے گزر جانے کے بعد پاجامے کی کیا ضرورت ہے اور وہ کس کام آسکتا ہے۔ مگر یہ باتیں اب بھی کام آسکتی ہیں اور وہ اس طرح کے جنہوں نے بغیر کسی عذر کے روزے نہیں رکھے وہ عید کے بعد پھر رکھیں۔ شریعت نے اس کی بھی اجازت دی ہے کہ اگر کوئی غلطی کر بیٹھا ہے تو معلوم ہونے پر اس کی اصلاح کرلے۔ کیونکہ عقل کی معذوری بھی تو دراصل معذوری ہی ہے اور گو آج کا دن تھوڑا ہی باقی ہے مگر رمضان کی کچھ گھڑیاں ابھی باقی ہیں۔ ان میں خوب دعائیں کرو اور سورج غروب ہونے سے ایک منٹ پہلے بھی اگر کوئی اس بات کو سمجھ لے تو وہ محروم نہیں رہ سکتا اور گھنٹوں میں تو ایسی زبردست دعائیں ہوسکتی ہیں جو زمین و آسمان کو ہلاسکتی ہیں۔ اور گو بظاہر یہ خطبہ بے فائدہ نظر آتا ہے مگر حقیقتاً ایسا نہیں۔ ابھی کئی گھڑیاں اور کئی گھنٹے باقی ہیں۔ پھر کئی منٹ اور کئی سیکنڈ ہوں گے اور ایک سیکنڈ بلکہ اس کے بھی قلیل حصہ میں خداتعالیٰ سے تعلقات قائم ہوسکتے ہیں۔ اُس کا جو سلوک اپنے بندے سے ہوتا ہے' اس کیلئے نہ کسی لمبے عرصہ کی حد بندی ہوتی ہے اور نہ قلیل عرصہ کی۔ یہ اوقات تو ہمارے لئے ہیں۔ اس کے متعلق یہ خیال بھی کرنا کہ اس پر وقت کا کوئی اثر ہوتا ہے' اس کی تمام صفات کو معطل قرار دے لینے کے مترادف ہے۔

پس یہ گھڑیاں ضائع مت کرو۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ جن دنوں میں قرآن مل سکتا ہے ان میں سب کچھ مل سکتا ہے۔ جنت بھی مل سکتی ہے' بادشاہتیں اور حکومتیں بھی مل سکتی ہیں۔ قرآن جنت اور بادشاہوں سے بہت بڑا ہے کیونکہ وہ خداتعالیٰ کا قُرب ہے۔ اور جنت تو اللہ تعالیٰ کے قُرب کا نتیجہ ہے۔ اور جن ایام میں اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہوسکے' اِن میں اور کیا چیز ہے جو نہ مل سکتی ہو۔

(الفضل ۲ - فروری ۱۹۳۳ء)

۱؎ بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم

۲؎ البقرة:۱۸۶

۳؎ خوید: سرسبز کھیتی